اسلام کا نظامِ امن و امان

قتلِ خطا اور اسکی روک تھام

(سلسلہ کیلئے ملاحظہ فرمائیے برہان ستمبر ۵۸ء)

(از:- مولانا محمد ظفیر الدین صاحب دار الافتاء دار العلوم دیوبند)

اب تک قتلِ عمد کے سلسلہ کی تفصیل بقدر ضرورت پیش کی گئی، لیکن کبھی کوئی کسی کو غلطی، دھوکہ یا شبہ میں مارڈالتا ہے۔ یہ مسلم ہے کہ ان صورتوں کی نوعیت بالکل الگ ہے، کیونکہ قاتل کے قصد و ارادہ کو اس میں بالکل دخل نہیں ہوتا ہے، البتہ احتیاط کا فقدان اور بے پروائی ضرور پائی جاتی ہے۔ اسلام نے اسی وجہ سے اس کی سزا قتلِ عمد سے مختلف تجویز کی ہے۔ قاتل کو نہ تو بالکل یہ کہہ کر معاف کر دیا ہے، کہ اس کے ارادہ اور نیت کو دخل نہیں ہے، اور نہ اس کے قتل کا حکم نافذ کیا ہے، کہ شکل جو بھی سہی، لیکن اس نے انسانی جان بہرحال ضائع کی ہے، بلکہ یہاں بھی وہی اعتدال کی راہ اختیار کی ہے جو اسلام کے خمیر میں داخل ہے، نیز اس قدر جچی تلی مقرر کی ہے کہ کہیں سے کسی کو اعتراض کا موقع نہ مل سکے، اور ساتھ ہی اس طرح کے واقعات کی آیندہ کے لئے روک تھام بھی ہو جائے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ اَنْ يَّقْتُلَ مُؤْمِنًا اِلَّا
خَطَأً وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَأً فَتَحْرِيْرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰى
اَهْلِهٖٓ اِلَّآ اَنْ يَّصَّدَّقُوْا فَاِنْ كَانَ
مِنْ قَوْمٍ عَدُوٍّ لَّكُمْ وَهُوَ مُؤْمِنٌ

کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو
قتل کرے لیکن غلطی سے ہو جائے تو اور بات
ہے اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے
تو اس پر ایک غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا ہے
اور خون بہا بھی جو اس کے خاندان والوں کو

فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۚ وَإِن كَانَ
مِن قَوْمٍ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَهُم مِّيثَاقٌ
فَدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ إِلَىٰ أَهْلِهِ وَتَحْرِيرُ
رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ ۖ فَمَن لَّمْ يَجِدْ
فَصِيَامُ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ تَوْبَةً
مِّنَ اللَّهِ ۗ وَكَانَ اللَّهُ عَلِيمًا حَكِيمًا ۔
. . . .
. . . .
. . . .
. . . .
(النساء ۔۔)

دیا جائے مگر یہ کہ وہ لوگ معاف کر دیں، اور
اگر وہ (مقتول خطا) تمہارے مخالف قوم سے
ہے اور وہ خود مومن ہو تو ایک غلام یا لونڈی
آزاد کرنا پڑیگا۔ اور اگر وہ ایسی قوم سے ہو کہ
تم میں اور ان میں معاہدہ ہے تو خون بہا بھی
واجب ہے جو اس کے خاندان والوں کو
دیا جائے اور ایک مسلمان غلام یا لونڈی کا
آزاد کرنا، پس جو اس کو نہ پائے تو اس پر
دو مہینے لگاتار روزہ رکھنا ہے، بطور توبہ اللہ
کی طرف سے ہے اور اللہ جاننے والا اور
حکمت والا ہے۔

قتلِ خطا کی حقیقی سزا اس آیت کے سلسلہ میں سب سے پہلے حضرت تھانویؒ کا تفسیری ترجمہ ملاحظہ فرمائیے لکھتے ہیں:-

"اور کسی مومن کی شان نہیں کہ وہ کسی مومن کو عمداً قتل کرے، لیکن غلطی سے ہو جائے تو اور بات ہے، اور جو شخص کسی مومن کو غلطی سے قتل کر دے تو اس پر شرعاً ایک مسلمان غلام یا لونڈی آزاد کرنا واجب ہے اور خون بہا بھی واجب ہے جو اس مقتول کے خاندان والوں کو یعنی جو ان میں وارث ہیں، بقدر حصص میراث حوالہ کر دی جائے اور جس کے کوئی وارث نہ ہو، بیت المال قائم مقام ورثہ کے ہے، مگر یہ کہ وہ لوگ اس خون بہا کو معاف کر دیں، خواہ کل خواہ بعض، تو اتنی ہی معافی ہو جائے گی، اور اگر وہ مقتولِ خطا ایسی قوم سے ہے جو تمہارے مخالف ہیں [illegible] انہی میں کسی وجہ سے رہتا تھا، اور وہ شخص خود مومن ہے [illegible] ایک غلام یا لونڈی مسلمان آزاد کرنا پڑے گا اور دیت اس لئے نہیں کہ اگر [illegible]

مسلمان ہیں تب تو وہ تحت ولایت مسلم حاکم نہ ہونے کے باعث مستحق نہیں (کما یقتضی لعموم ولا یقض علیھم) اور اگر کافر ہیں، تو اس صورت میں دیت بیت المال کا حق ہوتی ہے اور دار الحرب سے بیت المال میں ترکہ لایا نہیں جاتا، ہو، اگر وہ مقتولِ خطا ایسی قوم سے ہو کہ تم میں اور ان میں معاہدہ صلح یا ذمہ کا ہو، یعنی ذمی یا مصالح و مستامن ہو تو خون بہا بھی واجب ہے جو اس مقتول کے خاندان والوں کو (یعنی ان میں جو وارث ہیں ان کے) حوالہ کر دی جائے، کیونکہ کافر، کافر کا وارث ہوتا ہے، اور ایک غلام یا لونڈی آزاد کرنا پڑے گا، پھر جن صورتوں میں غلام یا لونڈی کا آزاد کرنا واجب ہے، جس شخص کو غلام یا لونڈی نہ ملے اور نہ اتنے دام ہوں کہ خرید سکے، تو اس کے ذمہ بجائے اس آزاد کرنے کے متواتر یعنی لگاتار دو ماہ کے روزے ہیں، یہ آزاد کرنا، اور روزہ نہ ہو سکے، تو روزے رکھنا بطریق توبہ کے ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہوئی ہے، یعنی اس کا طریقہ مشروع ہوا ہے۔[1]

سزا میں اعتدال اسلام نے غلطی اور خطا سے قتل کرنے والوں کی جو سزا مقرر کی ہے، بار بار غور کیجئے کہ وہ کس قدر درست ہے، قصاص اس لئے نہیں تجویز کیا کہ اس قاتل کا حقیقت میں کوئی اس طرح کا قصد نہیں تھا، بلکہ نادانستگی میں اس سے یہ گناہ سرزد ہوا ہے، مثلاً اس نے شکار سمجھ کر گولی چلائی، مگر جب وہ شکار گرا تو معلوم ہوا شکار نہیں آدمی ہے، یا وہ ایک نشانہ پر گولی چلا رہا تھا، اور اتفاق سے وہ گولی بہک کر کسی آدمی کے لگ گئی اور وہ مر گیا ــــ اور نہ بالکل معاف کر دیا، اس وجہ سے کہ انسانی جان بہرحال ضائع ہو گئی، جس سے قوم و ملک کا نقصانِ عظیم ہوا، اور اس کے ورثہ کو صدمہ پہنچا۔

اللہ کے ساتھ اہلِ نصرت کی سزا لہٰذا دونوں پہلوؤں کا لحاظ کر کے سزا یہ مقرر کی گئی کہ وہ قاتل خطا غلام یا لونڈی آزاد کرے اور علاوہ ازیں اہلِ نصرت (یعنی جانی مددگار) اس قاتل خطا کی طرف سے دیت (خون بہا) بھی ادا کریں، گویا خود قاتل کی بھی تنبیہ ہوئی، کہ وہ آئندہ سے خوب

---

[1] ترجمان القرآن جلد دوم ص ۴۷۸۔

دیکھ بھال کر اور پوری احتیاط کے ساتھ اس طرح کے موقعوں پر کام کریں، اور اس کے اہلِ نصرت کو بھی ہدایت ملی کہ وہ اپنے آدمیوں کی پوری نگرانی رکھیں تاکہ آئندہ ان پر مالی تاوان عائد نہ ہونے پائے۔

ایسا قتل جس میں قصد و ارادہ کو دخل نہیں ہوتا ہے، اس کی اپنے اپنے فہم کے مطابق فقہاء نے کئی قسمیں قرار دی ہیں، اور ان قسموں کی باہم تعریف میں تھوڑا تھوڑا فرق بھی بیان کیا ہے، مگر حکم سب صورتوں کا سزا کے باب میں ایک ہی ہے، جیسا کہ قرآن پاک نے بیان کیا ہے یعنی کفارہ میں غلام یا لونڈی آزاد کرنا اور دیت یعنی (خون بہا) دینا۔

قتلِ خطا کی مختلف صورتیں | یوں تو کتبِ احناف میں یہ مصرح ہے کہ قتل کی پانچ قسمیں ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کی تفصیل بھی مذکور ہے، لیکن صاحبِ نہایہ نے نقل کیا ہے کہ امام اعظمؒ قتل کے دراصل تین ہی طریقے بتاتے ہیں۔

وفی الاصل القتل علی ثلثة اوجه عمد	اور اصل میں ہے کہ قتل کے تین طریقے ہیں،
وشبه عمد، وخطأ ونقل الطحاوی	عمد، شبہ عمد اور خطا، طحاوی اور کرخی نے
والکرخی فی مختصریهما هذه العبادة	اپنی مختصروں میں اسی عبارت کو نقل کیا ہے۔

(النہایہ فی شرح الہدایہ ج ۴ ص ۴)

قتلِ عمد کا مطلب یہ ہے کہ انسان جان بوجھ کر ہتھیار یا ہتھیار جیسی چیز سے اس شخص کو قتل کر دے جس کا قتل جائز نہیں ہے اس کی بحث پہلے گذر چکی ہے، دوسری اور تیسری قسم جن کا اس باب سے تعلق ہے، اس کی تفصیل ذیل میں پیش کی جا رہی ہے، خطا کی مشہور تعریف یہ ہے

والخطأ علی وجهین خطاء فی القصد	غلطی کے دو طریقے ہیں (۱) غلطی ارادہ میں،
وهو ان یرمی شخصاً یظنه صیداً فاذا	اور وہ اس طرح کہ کسی چیز کو شکار گمان کر کے
هو آدمی وخطاء فی الفعل وهو ان یرمی	مارے لیکن وہ آدمی ہو (۲) غلطی فعل میں اور
غرضاً فیصیب آدمیاً۔	وہ یہ کہ وہ کسی نشانہ پر لگائے اور بہک کر
(الجوهرة النیرة باب الجنایات)	آدمی کو لگ جائے۔

جس کا ماحصل یہ ہے کہ اس باب میں قاتل کے قصد و نیت اور عمل کسی کو کوئی دخل نہیں ہے، ہاں شبہ عمد والی شکل ایسی ہے کہ اگرچہ اس میں بھی قصد و نیت کو کوئی دخل نہیں ہے مگر عمل اس کا شبہ سے خالی نہیں ہے، اس لئے کہ وہ آدمی پر کوئی نہ کوئی آلہ خواہ تادیب ہی کی غرض ہو، استعمال ضرور کرتا ہے، چنانچہ فقہا نے لکھا ہے،

شبه العمد عند ابی حنیفة ان یتعمد بکل آلة لم توضع للقتل.	شبہ عمد امام اعظمؒ کے نزدیک یہ ہے کہ ارادہ کرکے ایسے آلہ سے مارے جو قتل کے لئے نہیں بنایا گیا،
.... وعند ابی حنیفة یشترط ان یقصد التادیب دون الاتلاف	اور امام صاحب کے نزدیک یہ بھی شرط ہے کہ قاتل کا ارادہ تادیب ہو، نہ کہ جان ضائع کرنا،
(البنایہ جلد ۴ ص ۵۴۴)	

آلہ پر حکم کی وجہ قتل کی نیت تھی یا نہیں، یہ ایک ایسی بات ہے، جو معلوم نہیں کی جاسکتی ہے، کیونکہ اس کا تعلق باطن سے ہے، اس وجہ سے شریعت نے آلہ کا اعتبار کیا ہے، اگر ایسے آلہ سے مارا ہے، جو قتل کے لئے وضع کیا گیا ہے، تو اُسے "قصد" سے تعبیر کیا ہے، اور اگر ایسا آلہ استعمال کیا ہے، جو قتل کے لئے بنایا نہیں گیا ہے بلکہ تادیب و تنبیہ کے لئے وضع کیا گیا ہے تو اسے "عدمِ قصد" سے تعبیر کیا ہے۔

قتلِ خطا میں مالی سزا کی وجہ یہ درست ہے کہ انسانی جان اور مال میں کوئی مماثلت نہیں ہے، اور یہ بھی صحیح ہے کہ اس جانی نقصان میں بظاہر قاتل کا قصد بھی نہیں پایا جاتا ہے، لیکن انسانی جان کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ اس کے خون کو رائگاں نہ ہونے دیا جائے، اس لئے قاتل پر مال واجب کیا گیا، کہ انسانی جان کی قیمت نظروں سے گرنے نہ پائے۔

غیر مسلم رعایا کے ساتھ مساویانہ سلوک اوپر اشارہ گذر چکا ہے کہ یہ سزا جو قتلِ خطا کی بیان کی گئی ہے، دونوں حالتوں میں ہے خواہ کوئی مسلمان مار ڈالا جائے یا کوئی ذمی کافر، فقہاء نے بھی صراحت کی ہے۔

وموجب ذلک الکفارة والدیة	اس قتل کا موجب کفارہ اور دیت ہے

علی العاقلۃ وتجب الدیۃ فی ثلث سنین وسواء قتل مسلما او ذمیا فی وجوب الدیۃ والکفارۃ۔ (الجوھرۃ النیرۃ باب الجنایات)

اہل خاندان پر ہے جس کا تین سال کے اندر ادا کرنا ان پر واجب ہے اور وجوب دیت وکفارہ میں مسلمان اور ذمی دونوں برابر ہیں، خواہ ان میں سے کسی کو قتل کرے۔

اسلام کبھی اس کی اجازت نہیں دیتا کہ مملکتِ اسلامیہ کے بسنے والوں میں سے کسی کو مذہب کے نام پر ناجائز طور پر تکلیف پہنچائی جائے، وہ ہر جگہ ذمی کافروں کو بھی اس باب میں وہی حیثیت دیتا ہے جو ایک مسلم کو حاصل ہوتی ہے۔

اس سزا کا فائدہ اس طرح کے قانون کے باوجود کوئی بے پرواہ نہیں رہ سکتا ہے، قدم قدم پر وہ چونکے گا، اور مجبور ہو کر انسانی جان کی قدر وقیمت محسوس کرے گا، اس لئے کہ ایک غلام کا آزاد کرنا اور ساتھ ہی دیت کا ادا کرنا ایسی سزا ہے، جو اسے احتیاط پر ضرور مجبور کر دے گی، غلام کی قیمت ایک معقول رقم ہوگی، رہی دیت، تو اگر نقد ادا کرے گا، تو ایک ہزار اشرفی یا دس ہزار درہم ادا کرنے ہوں گے، پھر یہ کہ دیت جب اہلِ نصرت کے ذمہ ہوگی، جن میں قاتل بھی شامل ہوگا، تو یقیناً قاتل کے ان حامیوں میں بہتیرے لوگ ایسے ہوں گے، جو اسے بار محسوس کریں گے، اور قاتلِ خطا کو احتیاط برتنے پر مجبور کریں گے۔

قاتل کے ساتھ اس کے معاونین پر دیت عاید کرنے کی وجہ رہا یہ سوال کہ جرم کسی کا اور جرمانہ اس کے ساتھ دوسروں پر بھی، تو اس پر حیرت نہیں ہونی چاہیئے، یہ سب جانتے ہیں، کہ آدمی میں بے احتیاطی عموماً خصوصی معاون ومددگار ہی کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے لیکن جب جرمانہ ان معاونین پر بھی عائد ہوگا، تو یہ سب اس شخص کو آزاد نہ ہونے دیں گے، اور نہ اس کی حفاظت کے سلسلہ میں کوتاہی کریں گے بلکہ اس شخص کو احتیاط برتنے پر مجبور کریں گے، جس کے آگے اسے جھکنا پڑے گا۔

قتلِ خطا کی تکرار پر سختی کی اجازت کسی کے ذہن میں یہ نہ کھٹکنے پائے، کہ مالی جرمانہ ہی پر ہر حالت میں اسلام نے قناعت کی ہے، اس لئے کہ ایسی بات نہیں ہے بلکہ اگر کوئی ایسا مجرم ہے جو

بار بار اس طرح کا جرم کرتا رہتا ہے یعنی اس کی طرف سے اس طرح کی بے احتیاطی آئے دن ہوتی رہتی ہے تو اسلام اجازت دیتا ہے کہ حکومتِ وقت اس وبا کو روکنے کے لئے اس طرح کے لوگوں کو قتل کرا دے بغیر قصد و ارادہ قتل کرنے کی جہاں سزا فقہاء نے بیان کی ہے، وہاں یہ صراحت بھی موجود ہے۔

الا ان یتکرر فللامام قتله سیاسة۔	لیکن اگر قاتلِ خطا بار بار ایسی غلطی کا ارتکاب کرے تو امام کے لئے جائز ہے کہ اسے سیاستہً قتل کرا دے۔
(در مختار باب الجنایات)	

سزا میں مقتول کے جذبات کا لحاظ

غلطی اور خطا سے قتل کرنے کی جو سزا بیان کی گئی ہے، اس پر ہر پہلو سے غور کریں، کہ اس میں کتنی لچک رکھی گئی ہے اور وہ ہر طرح کتنا مکمل ہے تا آنکہ اس میں اس کی بھی گنجائش رکھی گئی ہے کہ خون بہا پورا یا اس کا کچھ حصہ مقتولِ خطا کے ورثاء معاف کر دیں گے، تو معاف ہو جائے گا، اور اس کا مطالبہ قاتلِ خطا سے نہیں کیا جائے گا، مختصر یہ کہ اس سزا میں قاتلِ خطا کا بھی لحاظ ہے اور انسانی جان کا بھی، اور ساتھ ہی مقتولِ خطا کے ورثاء کے جوشِ انتقام کا بھی علاج ہے، کہ ان کی تسکین ہو جائے تاکہ امن و امان میں کوئی خلل واقع نہ ہونے پائے، اور ملک شورش و ہنگامہ سے پاک رہ سکے۔

مجبوری کا پاس

پھر یہ بھی رعایت ملحوظ رکھی گئی ہے، کہ اگر غلام یا لونڈی نہ ملے، اور نہ اس کے پاس اتنے دام ہوں کہ وہ خرید سکے، تو اس کے ذمہ اس آزاد کرنے کے بجائے دو مہینے کے لگاتار روزے ہیں جیسے ہندوستان کہ اگر یہاں اسلامی حکومت قائم ہو جائے، اور غلام یا لونڈی میسر نہ ہوں تو دو ماہ مسلسل روزے رکھنا واجب ہوگا حضرت تھانویؒ تحریر فرماتے ہیں۔

"ہندوستان میں رقبہ (غلام نہ خرید یا لونڈی) نہیں ملتا، ظاہر یہ ہے کہ لم یجد صادق آئے گا، جب میں دام بھی واجب نہیں ہے لما فیہ من الحرج ومثلہ کفارات اخریٰ من الیمین والظہار پس یہاں ہندوستان میں صیام جائز ہے، صیام (روزے) میں اگر مرض وغیرہ کی وجہ سے تتابع نہیں رہا، تو دوبارہ رکھنے پڑیں گے البتہ عورت کا حیض مانعِ تتابع (یعنی لگاتار سلسلہ کو کاٹنے والا) نہیں ہے۔"[1]

---

[1] بیان القرآن جلد

قاتلِ خطا کے قتل کی ممانعت | قاتلِ خطا کو قتل نہیں کیا جائے گا، پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے سختی سے اس روکا ہے، حضرت ابوہریرہؓ (صحابی) کا بیان ہے کہ عہد نبوی میں ایک شخص اپنے جرم قتل کی وجہ سے مقتول کے حوالہ کر دیا گیا، قاتل نے اپنی بے گناہی کا یقین دلاتے ہوئے کہا

یا رسول اللہ ما اردت قتلہ ۔ (جمع الفوائد) — اے خدا کے لاڈلے رسول! میرا ارادہ اس کے قتل کا نہ تھا۔

شاید تھا کہ خطا سے یہ بات ہو گئی، یہ سنکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

اما انہ ان کان صادقاً ثم قتلتہ دخلت النار۔ (جمع الفوائد ج ۱ ص ۲۶) — سنو! اگر یہ سچا ہے اور پھر تم نے اسے قتل کیا، تو تم جہنم میں گئے۔

راوی کا بیان ہے کہ اس کو چھوڑ دیا گیا، اس کے مونڈھے کھجور کی چھال سے باندھے جا چکے تھے، جوں ہی اسے آزادی ملی، وہ اسے گھسیٹتے ہوئے بھاگا، چنانچہ اسی وجہ سے اس کا نام ذالنسعہ پڑ گیا۔

قتلِ خطا کی ایک اور قسم | قتل کی ایک قسم یہ ہے کہ سونے والا نیند کی مدہوشی میں کسی پر گر جائے اور اس طرح وہ اس کو مار ڈالے، جسے فقہا اپنی اصطلاح میں "قائم مقام خطا" کہتے ہیں اس قسم کا حکم بھی وہی ہے جو خطا کا حکم ہے۔

واما اجری مجرا الخطا مثل النائم ینقلب علی رجل فیقتلہ فحکمہ حکم الخطاء۔ (الجوہر النیرہ کتاب الجنایات) — اور جو خطا کا قائم مقام ہے جیسے سونے والا کسی آدمی پر گر جائے اور اس کو مار ڈالے۔ تو اس کا حکم خطا جیسا ہے۔

قتلِ خطا کی ایک دوسری صورت | قتل کی ایک قسم ہے "قتل بسبب" یعنی کوئی شخص کسی کے قتل کا غیر ارادی طور پر ذریعہ ثابت ہو، جیسے کوئی شخص غیر کی ملکیت میں کنواں کھدوا دے، یا پتھر کی چٹان ڈالدے اور کوئی انسان ایسے کنواں میں گر کر یا اس پتھر سے ٹکرا کر مر جائے، اس قسم کا حکم یہ ہے کہ دیت واجب ہوگی، جو اس کے اہلِ نصرت کو ادا کرنا ہوگی، کیونکہ گو کنواں کا کھودنے والا یا پتھر کا رکھنے والا بذات خود قتل کا مرتکب نہیں ہوا ہے لیکن بہرحال وہ ذریعہ ضرور ہوا ہے۔

واما القتل بسبب کحافر البئر و واضع الحجر فی غیر ملکہ... وموجب ذالک اذ اتلف فیہ آدمی الدیۃ علی العاقلۃ لانہ سبب التلف ولا کفارۃ فیہ لانہ لم یباشر القتل بنفسہ ولا وقع بثقلہ

(الجوھرۃ النیرۃ کتاب الجنایات)

بہرحال قتل بسبب، جیسے غیر کی ملک میں کنویں کا کھودنے والا اور پتھر کا رکھنے والا اور اس کا حکم یہ ہے کہ جب آدمی اس میں تلف ہوجائے تو اہلِ خاندان پر دیت واجب ہے، اس لئے کہ وہی تلف کا سبب بنا ہے اور اس صورت میں کفارہ نہیں ہے اس لئے کہ اس نے بذاتِ خود قتل کا ارتکاب نہیں کیا ہے اور نہ اپنا بوجھ ڈالا ہے۔

ہاں اگر کوئی گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا ہے اور وہ کسی آدمی کو کچل ڈالے، تو کفارہ واجب ہوگا۔ اس لئے کہ اس قتل میں اس سوار کے روندنے اور بوجھ کو دخل ہے۔

انسانی جان کی حفاظت گویا اسلام نے ان تمام دروازوں پر پہرہ لگا دیا ہے، جو انسانی جان کے لئے باعث خطرہ ہو سکتے ہیں، اور ہر اس بے احتیاطی پر معقول سزا مقرر کر دی ہے، جو کسی وقت بھی انسانی جان کے لئے مہلک بن سکتی ہے، ان معقول سزاؤں کے بعد کسی آزاد سے آزاد کی بھی مجال نہیں ہے کہ احتیاط کی باگ ہاتھ سے چھوڑ سکے۔

کسی ملک یا قوم میں عموماً انہی راستوں سے بے امنی پھیلتی ہے، اسلام نے اس کی روک تھام کر کے امن وامان بحال رکھنے کی نفسیاتی سعی کی ہے، اسلام کسی حال میں ایسی رعایت نہیں کرتا جس سے بیجا جرأت پیدا ہو سکے، یا ملک میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہو۔

زخم جو موت کا سبب بن جائے اگر کوئی کسی کو قصداً زخمی کر ڈالے اور وہ اس زخم کی وجہ سے برابر صاحبِ فراش رہ کر مر جائے تو ایسے شخص پر قصاص واجب ہے، یعنی یہ بھی قصاص میں ماخوذ ہوگا۔

ومن جرح رجلاً عمداً فلم یزل صاحب فراش حتی مات

اور جو شخص کسی آدمی کو قصداً زخمی کر ڈالے اور وہ مسلسل صاحبِ فراش رہ کر مر جائے تو

فعلیہ القصاص (المجموعۃ الثانیۃ کتاب الجنایات) تو اس پر قصاص لازم ہے۔

زخمی کرنے اور اعضاء انسانی کو نقصان پہنچانے کی روک تھام

جو کچھ عرض کیا گیا اس کا منشا یہ تھا کہ اسلام میں انسانی جان کی بڑی قدر وقیمت ہے اور اس کی حفاظت کے لئے اسلام نے جو قوانین مرتب کئے ہیں، وہ قتل وخونریزی کا دروازہ اس مضبوطی سے بند کرتے ہیں کہ کوئی بڑی سے بڑی طاقت کبھی اس سے ٹکرانے کی جرأت نہیں کر سکتی، اور نہ یہ آہنی دروازہ کسی کے ہٹائے اپنی جگہ سے کھسک سکتا ہے اب مختصر طور پر یہ بتا دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اسلام کسی کے معمولی زخم لگانے کو بھی برداشت نہیں کرتا، اس سلسلہ کے قوانین بھی بہت اہم اور امن وامان کی جان کی حیثیت رکھتے ہیں، ارشاد ربانی ہے:

وَكَتَبْنَا عَلَيْهِمْ فِيهَا أَنَّ النَّفْسَ بِالنَّفْسِ وَالْعَيْنَ بِالْعَيْنِ وَالْأَنْفَ بِالْأَنْفِ وَالْأُذُنَ بِالْأُذُنِ وَالسِّنَّ بِالسِّنِّ وَالْجُرُوحَ قِصَاصٌ فَمَنْ تَصَدَّقَ بِهِ فَهُوَ كَفَّارَةٌ لَهُ وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ ۔

(المائدہ - ۷)

اور ہم نے ان پر اس میں یہ بات فرض قرار دی تھی، کہ جان کے بدلے جان، اور آنکھ بدلے آنکھ اور ناک بدلے ناک اور کان بدلے کان اور دانت بدلے دانت اور اسی طرح دوسرے خاص زخموں کا بھی بدلا ہے، پھر جو شخص اس قصاص کو معاف کر دے، تو وہ اس کے لئے کفارہ ہو جائے گا، اور جو لوگ اللہ کے نازل کئے ہوئے پر فیصلہ نہ کریں ہیں۔

اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح کوئی کسی کو قتل کر ڈالے تو اس کی سزا یہ ہے کہ وہ بھی قتل کر ڈالا جائے، اسی طرح اسلام کا قانون یہ بھی ہے کہ اگر کوئی کسی کی آنکھ پھوڑ ڈالے تو اس کی سزا یہ ہے کہ اس کے بدلہ میں اس کی بھی آنکھ پھوڑ ڈالی جائے، اگر کوئی کسی کی ناک کاٹ لے تو اس کے بدلہ میں اس کی ناک کاٹ ڈالی جائے، اگر کوئی کسی کا کان کاٹ لے تو بدلہ میں اس کا کان کاٹ لیا جائے، اگر کوئی کسی کا دانت توڑ ڈالے، تو اس کے بدلہ میں اس کا دانت بھی قصاص میں توڑ دیا جائے، اور ہر شخص سے زخم لگانے کا ممکن حد تک قصاص لیا جائے، ۔۔۔ جن زخموں میں قصاص

ممکن نہ ہوگا اس میں انصاف سے جو سزا عائد ہوگی وہ عمل میں لائی جائے۔ اور اگر قصاص معاف کردے، تو اس صورت میں کفارہ عائد ہوگا، جس طرح جان کی قیمت مقرر ہے، اسی طرح ہر ہر عضو کی قیمت بھی مقرر ہے، جیسا کہ آئندہ تفصیل سے آپ کو معلوم ہوگا۔

ایک ضمنی بحث | یہاں اسے واضح کردینا بھی ضروری ہے کہ اگرچہ یہ احکام قرآن نے تورات سے نقل کرکے بیان کیے ہیں، مگر جب ہماری شریعت میں اس کی تردید موجود نہیں ہے بلکہ اس کو برقرار رکھا گیا ہے تو ہماری شریعت میں بھی یہی حکم باقی رہے گا، جیسا کہ اس آیت کے ضمن میں علامہ سیوطیؒ نے اشارہ کردیا ہے۔

وهذا الحكم وان كتب عليهم فهو	اور یہ حکم اگرچہ ان پر فرض کیا گیا تھا مگر یہی
مقرر في شرعنا (تفسیر جلالین ملا)	ہماری شریعت میں بھی ثابت ہے۔

اس لئے کہ ضابطہ یہ ہے کہ جب پہلی شریعت کا کوئی واقعہ یا قانون اللہ تعالیٰ یا اللہ کے رسول بیان کریں، اور اس پر انکار نہ پایا جائے تو وہ ہم پر بھی لازم ہوجاتا ہے۔

اذا بين ان شرائع سابقكم كانت	مطلب یہ ہے کہ جب یہ بیان کردیا جائے کہ تم
موصوفة بهذه الصفات وسكت	سے پہلی امت کی شریعت ان صفات کے ساتھ
على ذالك القدر ولم يأمرنا	متصف تھی اور اسی پر سکوت ہو، اس کے
بتركها يلزم علينا تلك الشرائع	ترک کا ہمیں حکم نہ ہو تو یہ احکام شریعت ہمارے
وهذه هي الضابطة الكلية في	لئے لازم ہوں گے اور علم اصول میں بھی
علم الاصول وههنا كذالك۔	یہی قاعدہ کلیہ ہے اور یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

(حاشیہ جلالین ص ۱۰۱ بحوالہ زاہدی)

یہ ایک ضمنی بحث تھی جو درمیان میں آگئی، عرض یہ کیا جا رہا تھا کہ اسلام نے جانی نقصان کے ساتھ اعضاء کے نقصان کا بھی پورا لحاظ رکھا ہے، جیسا کہ اوپر آیت پیش کی گئی ہے۔

سزا میں برابری کا لحاظ | ہر وہ زخم جس میں مماثلت کی رعایت ممکن ہو سکتی ہے، اس میں قصاص واجب ہے اور اگر مماثلت کا امکان نہیں ہے تو پھر قصاص کے اجراء کی کوئی شکل نہیں ہو سکتی ہے مجبوری ہے

چنانچہ فقہاء صراحت کرتے ہیں۔

ومن قطع ید غیرہ عمداً من المفصل	اور جو شخص کسی غیر کا ہاتھ جوڑ سے قصداً
قطعت یدہ وان کانت یدہ	کاٹ ڈالے گا تو اس کے قصاص میں اس کا
اکبر من الید المقطوعۃ لقولہ	ہاتھ بھی کاٹا جائے گا، اگرچہ اس کا ہاتھ کٹے
تعالیٰ "والجروح قصاص" وھو	ہوئے ہاتھ سے بڑا ہی کیوں نہ ہو اس لئے
ینبئ عن المماثلۃ فکل ما امکن	کہ ارشاد ربانی ہے "والجروح قصاص"
رعایتھا فیہ یجب فیھا القصاص	(اور خاص زخموں کا بدلہ ہے) اور یہ مماثلت
ومالا فلا۔	کو بتاتا ہے، لہٰذا جس حد تک اس کی رعایت
. . . .	ممکن ہے، اس میں قصاص واجب ہوگا،
. . . .	اور جس میں اس کی رعایت ممکن نہ ہو
(فتح القدیر کشوری جلد ۴ ص۲۰۰)	قصاص واجب نہ ہوگا۔

ہاتھ کی بڑائی چھوٹائی کا لحاظ اس لئے نہیں کیا جائے گا کہ ہاتھ کی جو منفعت ہے اس میں اس کی وجہ سے کوئی خاص فرق نہیں ہوتا ہے، اسی طرح فقہاء نے اس کی بھی صراحت کی ہے کہ جس کا ہاتھ کاٹا گیا ہے اس کا ہاتھ درست اور صحیح سالم تھا، اور کاٹنے والے کا ہاتھ شل ہے، یا انگلیوں میں ناقص، تو مقطوع الیہ کو اختیار دیا گیا ہے کہ وہ اگر چاہے تو بدلہ میں اسی عیب دار ہاتھ کو کاٹ ڈالے یا پھر اسے چھوڑ کر تاوان لے۔

بدلہ میں مماثلت کی رعایت اور یہ قصاص ہاتھ ہی پر نہیں، بلکہ ہر اس عضو پر ہے جس میں مماثلت ہوتی ہے، البتہ جہاں مماثلت کی شکل نہ پیدا ہو سکے، وہاں قصاص نہ ہوگا، کہ ہو سکتا ہے زیادہ یا کم ہو جائے، چنانچہ فقہاء نے اس کی بہت سی صورتیں لکھی ہیں۔

ومن ضرب عین رجل فقلعھا لا	اور جو شخص کسی آدمی کی آنکھ پر مار کے اسے
قصاص علیہ لامتناع المماثلۃ	اکھیڑ دے تو اس پر قصاص نہیں ہے

فی القلع وان کانت قائمۃ فذھب ضوءھا فعلیہ القصاص لامکان المماثلۃ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ (فتح القدیر کشوری جلد ۴ ص ۳۰۲)

اس لئے کہ آنکھ پھوڑنے میں مماثلت نہیں ہوسکتی ہے اور اگر آنکھ اپنی جگہ قائم ہے صرف اس کی روشنی ختم ہوگئی ہے، تو اس پر قصاص آئے گا، اس لئے کہ اس میں مماثلت ہوسکتی ہے۔

اعضاء انسانی میں آلہ کا اعتبار نہیں ہے

پھر جانی نقصان میں عمد و خطا کے درمیان ایک قسم شبہ عمد کی نکلتی تھی، اطراف کے نقصان میں "شبہ عمد" کا کوئی اعتبار نہیں ہے، یا تو عمد ہوگا یا خطا اس لئے کہ شبہ عمد کا تعلق آلہ سے ہے، اور آلہ کے اثر کا اعتبار جان کے ماسوا میں نہیں ہوتا، اس لئے کہ نقصان میں آلہ کے اختلاف سے کوئی خاص فرق نہیں پڑتا ہے۔

اعضاء انسانی کی سزا میں مساوات انسانی

جس طرح ایک مسلمان دوسرے مسلمان سے اعضاء کے نقصان کے سلسلہ میں قصاص لے گا، اسی طرح جو غیر مسلم مسلمان حکومت میں بستے ہیں، ان کے نقصان اطراف کا قصاص بھی لیا جائے گا، اس لئے کہ کافر و مسلم کے درمیان اعضاء میں قصاص واجب ہے اس میں کوئی امتیاز نہیں ہے۔

ویجب القصاص فی الاطراف بین المسلم والکافر للتساوی بینھما فی الارش (ایضاً)

اور اعضاء کے اندر مسلمان اور غیر مسلم کے درمیان قصاص واجب ہوگا، اس لئے کہ دیت میں دونوں برابر ہیں۔

جو لوگ یہ باور کرانے کی ناپاک سعی کرتے ہیں کہ اسلام غیر مسلموں کی رعایت نہیں کرتا، ان کو چاہیئے کہ اس طرح کے مسائل کو غور سے پڑھیں،

احادیث میں سزا کے متعلقات

اعضاء انسانی کو تکلیف پہنچانے کے سلسلہ میں قصاص کا تذکرہ حدیث میں بھی بکثرت ہے اور ہر عضو کی دیت بیان کی گئی ہے۔ حضرت انسؓ راوی ہیں کہ ان کی پھوپھی ربیع بنت نضر نے ایک نوجوان انصاری عورت کے دانت توڑ ڈالے، ربیع کے قرابتدار

نے اس عورت سے التجا کی کہ وہ اس جرم کو معاف کر دے، اس نے انکار کر دیا، پھر دیت پیش کی کہ درگذر سے کام لے، اور اسے قبول کرلے، اس نے اس کے قبول کرنے سے بھی انکار کر دیا، وہ لوگ خدمت نبوی میں حاضر ہوئے کہ کسی طرح وہ دیت پر راضی ہو جائے، مگر یہاں بھی اس نے انکار ہی سے کام لیا، اور کہا کہ قصاص ہی لوں گی، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قصاص کا حکم فرمادیا، انس بن نضرؓ نے کہا یا رسول اللہ! ربیع کے دانت توڑے جائیں گے، بخدا ایسا نہیں ہوسکتا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

یا انس کتاب اللہ القصاص۔ اے انس! اللہ کی کتاب میں قصاص ہی ہے۔

(سبطی السلام جلد ۲ ص ۱۳۶)

پھر انسؓ اور ان کے قرابتداروں نے اس انصاریہ اور اس کے خاندان کے لوگوں کو راضی کرنے کی جدوجہد شروع کی، بالآخر اللہ تعالیٰ نے ان کے دل میں رحم ڈالدیا اور وہ معاف کرنے پر راضی ہو گئے، اور اس طرح قصاص سے ربیع بچ گئیں۔

اپنی حفاظت کی اجازت | عمران بن حصینؓ کا بیان ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ اپنے منہ میں لے کر دانت سے کاٹنے لگا، اس نے جلدی سے اپنا ہاتھ اس کے منہ سے کھینچا، اور اس کھینچنے میں جو دانت کاٹ رہا تھا اس کے دو دانت گر گئے، یہ دونوں مقدمہ خدمت نبوی میں لائے، آپ نے فرمایا

یعض احدکم یدا خیہ کما یعض الفحل لا دیۃ لک

تم میں کا ایک اپنے بھائی کے ہاتھ کو اس طرح کاٹ کھاتا ہے جیسے نر اونٹ تمہارے لئے دیت نہیں ہے۔

(تیسیر الوصول فی جامع الاصول ص ۲)

ایک دوسری روایت میں یہ بھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تم کیا چاہتے ہو کہ میں اسے حکم دیتا کہ وہ اپنا ہاتھ تیرے منہ میں ڈالے رہتا اور تم اسے اونٹ کے چبانے کی طرح چبا ڈالتے۔

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی ذات کو قصاص کے لئے پیش کرنا | خود سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے کو قصاص کے لئے پیش کیا، عبداللہ بن جبر الخزاعیؓ راوی ہیں کہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی

لکڑی کی شاخ سے یا مسواک سے کسی کے پیٹ کو کونچا، اس نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ نے مجھے تکلیف پہنچائی، آپ خود کو قصاص کے لئے میرے حوالہ کیجئے، راوی کا بیان ہے کہ یہ سنتے ہی

فاعطاہ العود الذی کان معہ فقال استقد .... آپ نے جو لکڑی آپ کے ساتھ تھی، اس کے حوالہ کرکے فرمایا، تو قصاص لے لے۔

وہ آپ کے شکم مبارک کے سامنے آیا، پھر کہنے لگا میں معاف کرتا ہوں، اس امید پر کہ آپ اس کے عوض قیامت میں میرے لئے شفاعت فرمائیں[1]۔

جس دین کے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال ہو، آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اس میں ظلم و زیادتی کی کسی کے لئے کوئی گنجائش نکل سکتی ہے، اور جس دین کے قوانین اس قدر محکم اور نفسیاتِ انسانی کے مطابق ہوں، اس میں کیا کبھی بے امنی سانس لے سکتی ہے؟ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ امن و امان اسلامی ہی قوانین اور ضابطۂ حیات میں مضمر ہے۔ جب تک یہ خداوندی قوانین لوگ نہیں اپناتے، اطمینان و سکون کی فضا عالم میں پیدا نہیں ہو سکتی ہے۔

اعضاء انسانی میں دیت اعضائے انسانی میں سے اگر کوئی عضو اس طرح ٹوٹ جائے یا کٹ جائے، کہ پورا پورا بدلہ ممکن نہ ہو یعنی اس میں زیادتی کا خطرہ ہو، تو بجائے قصاص کے دیت (عوض مالی) واجب ہوگی، تاکہ دوسری طرف سے جرم بڑھنے نہ پائے، یا کوئی قصاص معاف کرکے دیت وصول کرنا چاہے، تو مجروح کو اس کا بھی اختیار ہے۔

اسلام نے ہر ہر عضو کی قیمت مقرر کر دی ہے، کہ اس کو نقصان پہنچانے کی شکل میں، مجرم کو یہ قیمت ادا کرنا ہوگی، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک فرمان اہل یمن کو بھیجا تھا، اس میں مذکور تھا

ان فی النفس الدیۃ مائۃ من الابل وفی الانف اذا اوعب جدعہ الدیۃ وفی اللسان الدیۃ .... جان میں دیت سو اونٹ ہیں، اور ناک میں دیت ہے جب اسے جڑ سے کاٹ ڈالا جائے اور زبان میں دیت ہے اور دونوں ہونٹوں

[1] مجمع الفوائد جلد اص ۲۷۱۔

وفی الشفتین الدیۃ وفی الذکر الدیۃ وفی البیضتین الدیۃ وفی الصلب الدیۃ وفی العینین الدیۃ وفی الرجل الواحد نصف الدیۃ وفی المامومۃ ثلث الدیۃ وفی الجائفۃ ثلث الدیۃ وفی المنقلۃ خمس عشرۃ من الابل، وفی کل اصبع من اصابع الید والرجل عشر من الابل وفی السن خمس من الابل وفی الموضحۃ خمس من الابل وان الرجل یقتل بالمرأۃ وعلی اھل الذھب الف دینار۔

ہیں، اور شرمگاہ میں، اور دونوں فوطوں میں اور ریڑھ میں اور دونوں آنکھوں میں بھی دیت ہے، اور ایک پیر میں آدھی دیت ہے، اور ماموم یعنی دماغ کے زخم میں تہائی دیت ہے اور جائفہ یعنی پیٹ کے زخم میں بھی تہائی دیت ہے۔ اور منقلہ یعنی جس زخم میں ہڈی ٹوٹ جائے پندرہ اونٹ دیت ہے اور ہاتھ پیر کی انگلیوں میں ہر انگلی میں دس اونٹ، اور دانت میں پانچ اونٹ، اور موضحہ یعنی ایسا زخم جس میں ہڈی کھل جائے پانچ اونٹ، اور مرد عورت کے بدلہ میں قتل کیا جائے گا، اور سونے والوں پر دیت ہزار اشرفی ہے۔

(بلوغ المرام) (باقی)

اسلام نرا عقیدہ نہیں بلکہ ایک نظام حیات بھی ہے

جو انسان کے اخلاقی، سماجی، سیاسی اور اقتصادی مسائل کا ایک کامیاب حل اپنے اندر پنہاں رکھتا ہے

اس نظام حیات کو بروئے کار لانے اور مسلمانوں کو ایک مثالی امت بنانے کی جو کوشش ہندوستان میں انجام دی جا رہی ہے

سہ روزہ دعوت دہلی

اسی کوشش کا نقیب ہے

سہ روزہ دعوت دہلی مہینے میں دس بار ہر تیسرے دن شائع کیا جاتا ہے۔ تحریری مسائل حاضرہ پر مسائل تبصروں، تین دن کی تازہ اہم خبروں، معلوماتی مضامین اور دینی مقالات پر مشتمل ہوتا ہے۔

چندہ سالانہ — ۱۶ روپے، ششماہی — ۸ روپے، سہ ماہی — ۴ روپے

مینیجر سہ روزہ دعوت کشن گنج۔ دہلی۔